از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 28 نومبر 1956

بنارس آئس فیکٹری لمیٹڈر

بنام

ان کے کارکنان

(ایس آر داس چیف جسٹس بھگوتی، وینکٹاراما آئیر بی پی سنہا اور ایس کے داس جسٹس صاحبان)

صنعتی تنازعہ - لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے زیر التواء اپیل - فیکٹری کی بندش - ٹریبونل کی اجازت کے بغیر کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ - قانونی جوازیت - " خارج کرنا، جس کا مطلب ہے صنعتی تنازعات (اپیلٹ ٹریبونل) ایکٹ، 1950 (XLVIII، سال 1950)، دفعات 23، 22.

صنعتی تنازعات (اپیلٹ ٹریبونل) ایکٹ، 1950 کی دفعہ 22 کی شق (b) میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ کے تحت کسی بھی اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران کوئی آجر ایسی اپیل میں متعلقہ کسی کارکن کو فارغ نہیں کرے گا، سوائے اپیلٹ ٹریبونل کی تحریری طور پر واضح اجازت کے، اور دفعہ 23 کسی بھی ملازم کو اس طرح کے اپیلٹ ٹریبونل میں تحریری طور پر شکایت کرنے کے قابل بناتا ہے اگر آجر مذکورہ ٹریبونل کے سامنے کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران دفعہ 22 کی توضیعات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے دائر اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران اپیل کنندہ کمپنی نے فیکٹری کو چلانے میں دشواری محسوس کرتے ہوئے اسے بند کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام کارکنوں کو نوٹس دیا کہ 16 جولائی 1952 سے تیس دن کی میعاد ختم ہونے پر ان کی خدمات ختم کر دی جائیں گی۔ 31 اگست 1952 کو کارکنوں کی جانب سے ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت ٹریبونل میں شکایت کی گئی تھی کہ اپیل کنندہ نے ٹریبونل کی تحریری اجازت کے بغیر انہیں فارغ کر دیا تھا اور اس طرح ایکٹ کی دفعہ 22 کی توضیعات کی خلاف ورزی کی تھی۔ یہ پایا گیا کہ اپیل کنندہ کے کاروبار کو بند کرنا مخلصانہ تھا۔

حکم ہوا، کہ ایکٹ کا دفعہ 22 صرف موجودہ یا چل رہی صنعت پر لاگو ہوتا ہے اور یہ کہ کاروبار کو اصلی اور حقیقی طور پر بند کرنے پر تمام کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ، ایکٹ کے دفعہ 22(b) کے معنی میں' اخراج 'نہیں ہے۔

جے کے ہوزیری فیکٹری بنام لیبر اپیلیٹ ٹریبونل آف انڈیا (اے آئی آر 1956 الہ آباد 498)، ایکٹ کی دفعہ 22 کی تعمیر کے نقطہ پر منظور شدہ۔

پیپرائچ شوگر ملز لمیٹڈ بمقابلہ پیپرائچ شوگر ملز مزدور یونین (1956) ایس سی آر 872 کا حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 135، سال 1955۔

بھارتیہ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل، الہ آباد کے 30 اکتوبر 1952 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، متفرق کیس نمبر۔ سی-246، سال 1952۔

آر آر بسواس، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے سوکمار گھوش (عدالتی معاون)۔

28.1956 نومبر۔

عدالت کا فیصلہ ایس کے داس جسٹس نے سنایا۔

یہ 30 اکتوبر 1952 کو الہ آباد میں بھارتیہ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل ہے۔ متعلقہ حقائق یہ ہیں۔ ہمارے سامنے اپیل کنندہ، بنارس آئس فیکٹری لمیٹڈ کو 13 ستمبر 1949 کو ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کے طور پر شامل کیا گیا تھا اور وہ بنارس شہر میں برف بنانے کا کاروبار چلا رہا تھا، حالانکہ اس کا اندراج شدہ دفتر کلکتہ میں تھا۔ فیکٹری ایک موسمی فیکٹری کے طور پر کام کرتی تھی اور اس میں ہر وقت تقریباً 25 مزدور کام کرتے تھے۔ ان کارکنوں کو ہر سال مارچ کے مہینے سے ستمبر کے مہینے تک ملازم رکھا جاتا تھا۔ اپیل کنندہ کمپنی تجارتی افسردگی، مواد کی قیمت میں اضافے اور مزدوروں کی اجرتوں اور معاوضوں میں اضافے کی وجہ سے مالی مشکلات میں پڑ گئی۔ اس نے ایک بینک سے 10,000 روپے کا قرض حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کوئی کامیابی نہیں ملی۔ اس کے بعد، اس نے فیکٹری کو بند کرنے کا فیصلہ کیا اور 15 جنوری 1952 کو اس

کے کارکنوں کو ایک نوٹس دیا گیا جس میں کہا گیا کہ فیکٹری 17 جنوری 1952 سے بند کر دی جائے گی، اور اس تاریخ سے دوماہ تک کارکنوں کی خدمات کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مزدوروں کو 16 جنوری 1952 تک ان کی اجرت ملتی تھی۔ 18 مارچ 1952 کو انہیں دوبارہ ملازمت میں لے لیا گیا لیکن فیکٹری کی اس عارضی بندش نے صنعتی تنازعہ کو جنم دیا اور کارکنوں نے شکایت کی کہ انہیں 17 جنوری 1952 سے غلط طریقے سے نوکری سے نکال دیا گیا۔ یہ تنازعہ فیصلہ سنانے کے لیے علاقائی مصالحتی افسر، الہ آباد کو بھیجا گیا تھا۔ اسی دوران یعنی 6 جون 1952 کو کارکنوں نے ہڑتال کا نوٹس دیا اور چونکہ فیکٹری میں کوئلہ نہیں تھا اس لیے اپیل کنندہ نے 12 جون 1952 کو بند کرنے کا نوٹس بھی دیا۔ تاہم فریقین کے درمیان 15 جون 1952 کو بنارس کے کلکٹر کے گھر پر ایک معاہدہ طے پایا۔ اس تصفیے کی شرائط، دیگر باتوں کے ساتھ، یہ تھیں: (1) انتظامیہ 12 جون 1952 کو بند کرنے کا اپنا نوٹس واپس لے لے گی؛ (2) مزدور 6 جون 1952 کو اپنا ہڑتال کا نوٹس واپس لے لیں گے؛ (3) کوئلہ نہ ہونے کی وجہ سے مزدور 16 جون 1952 سے تیس دن کی مدت کے لیے چھٹی پر رہیں گے، اور 16 جولائی 1952 کو صبح 8 بجے ڈیوٹی کے لیے رپورٹ کریں گے۔ اور (4) 16 جولائی 1952 کو کارکنوں کے دوبارہ کام شروع کرنے کے بعد، اپیل کنندہ علاقائی مصالحتی افسر، الہ آباد کی پیشگی اجازت حاصل کیے بغیر کسی بھی کارکن کی خدمات ختم نہیں کرے گا یا مستقبل میں انہیں فارغ نہیں کرے گا۔

28 جون 1952 کو الہ آباد کے علاقائی مصالحتی افسر نے اپیل گزار اور اس کے کارکنوں کے درمیان صنعتی تنازعہ کے معاملے میں 17 جنوری 1952 سے 18 مارچ 1952 تک کارکنوں کو مبینہ طور پر غلط طریقے سے فارغ کرنے کے حوالے سے اپنا ایوارڈ دیا۔ اپنے ایوارڈ کے ذریعے علاقائی مصالحتی افسر نے مزدوروں کو زیر بحث مدت کے لیے مکمل اجرت دی۔ 16 جولائی 1952 کو، مذکورہ قرارداد کی شرائط کے مطابق کسی بھی کارکن نے ڈیوٹی کے لیے اطلاع نہیں دی، اور اس تاریخ کو اپیل کنندہ نے اپنے کارکنوں کو اس اثر کا نوٹس دیا کہ اپیل کنندہ کو فیکٹری چلانے میں دشواری پیش آئی اور اس نے اسے بند کرنے کا فیصلہ کیا؛ کارکنوں کو مطلع کیا گیا کہ ان کی خدمات کی ضرورت نہیں ہوگی اور 16 جولائی 1952 سے تیس دن کی میعاد ختم ہونے پر انہیں ختم کر دیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ کارکنوں نے نوٹس قبول کر لیا اور بغیر کسی احتجاج کے ایک ماہ (16 جولائی سے 15 اگست 1952 تک) کے لیے اپنی تنخواہ لے لی۔ علاقائی مصالحتی افسر کے 28 جون 1952 کے فیصلے کے خلاف، اپیل کنندہ نے 25 جولائی 1952 کو لیبر اپیلیٹ ٹریبونل میں اپیل دائر کی۔

31 اگست 1952 کو مزدوروں کی جانب سے صنعتی تنازعات (اپیلٹ ٹریبونل) ایکٹ 1950 کی دفعہ 23 کے تحت لیبر اپیلٹ ٹریبونل میں شکایت کی گئی تھی، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے۔ شکایت کی سنگینی یہ تھی کہ اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 22 کی توضیعات کی خلاف ورزی کی تھی، کیونکہ اپیل کنندہ نے علاقائی مصالحتی افسر کے ایوارڈ کے خلاف 25 جولائی 1952 کو دائر اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کی تحریری اجازت کے بغیر 15 اگست 1952 سے تمام کارکنوں کو فارغ کر دیا تھا۔ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل نے 30 اکتوبر 1952 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے اس شکایت کو نمٹا۔ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے اپیل کنندہ کی جانب سے یہ اپیل کی گئی کہ دفعہ 22 کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی، کیونکہ 16 جولائی 1952 کو جب اپیل کنندہ کی طرف سے خارج کرنے کا نوٹس دیا گیا تھا، اس کے سامنے کوئی اپیل زیر التوا نہیں تھی، اپیل کنندہ کی اپیل کئی دن بعد، یعنی 25 جولائی 1952 کو دائر کی گئی تھی۔ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل نے اس دلیل کو اس بنیاد پر قبول نہیں کیا کہ اگرچہ اخراج کا نوٹس 16 جولائی 1952 کو دیا گیا تھا، لیکن سروس کا خاتمہ ایک ماہ کے بعد یعنی 15 اگست 1952 سے عمل میں آنا تھا، جس تاریخ کو لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے اپیل یقینی طور پر زیر التوا تھی۔ چونکہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے اس نکتے پر دوبارہ زور نہیں دیا ہے، اس کے بارے میں مزید کچھ کہنا ضروری نہیں ہے۔

لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے سامنے زور دیا گیا دوسرا نقطہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ کو فیکٹری کو بند کرنے کا حق حاصل تھا، جب اپیل کنندہ کو پتہ چلا کہ وہ اب فیکٹری چلانے کی حیثیت میں نہیں ہے۔ 15 جون 1952 کا قرارداد، اپیل گزار کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا، کیونکہ مزدور خود 16 جولائی 1952 کو ڈیوٹی کے لیے رپورٹ نہیں ہوئے تھے۔ بندش ایک حقیقی بندش ہونے کی وجہ سے، لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کی اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں تھا اور اس لیے ایکٹ کی دفعہ 22 کی کوئی خلاف ورزی نہیں تھی۔ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل نے بظاہر اس اصول کو قبول کر لیا کہ اپیل کنندہ کو اپنا کاروبار بند کرنے کا حق ہے لیکن اس کا خیال تھا کہ بندش سے پہلے اجازت حاصل کی جانی چاہیے تھی۔ اس نے 15 جون 1952 کے قرارداد کا حوالہ دیا اور کہا کہ اگرچہ اپیل کنندہ کو اپنا کاروبار بند کرنے کا حق ہے، لیکن اجازت اب بھی ضروری ہے اور اس طرح کی اجازت کی عدم موجودگی میں، اپیل کنندہ ایکٹ کی دفعہ 22 کی شق (b) کی خلاف ورزی کا مجرم ہے، اور ہدایت کی کہ اپیل کنندہ اپنے کارکنوں کو 16 اگست 1952 سے 30 اکتوبر 1952 تک غیر ارادی بے روزگاری کی مدت کے معاوضے کے طور پر مکمل اجرت ادا کرے۔

جے کے ہوزیری فیکٹری بنام بھارتیہ لیبر اپیلیٹ ٹریبونل ([1]) کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے تین نکات پر زور دیا ہے۔ ان کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ کاروبار کو اصلی اور حقیقی طور پر بند کرنے پر تمام کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ ایکٹ کے دفعہ 22 کی شق (b) کے معنی میں 'اخراج' نہیں ہے۔ ان کا دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اگر مذکورہ شق (b) میں لفظ 'اخراج' میں کاروبار کو مخلصانہ طور پر بند کرنے پر تمام کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ شامل ہے، تو یہ شق آئین کے آرٹیکل 19(1) کی شق (g) میں ضمانت شدہ بنیادی حق پر غیر معقول پابندی ہے۔ ان کا تیسرا نقطہ یہ ہے کہ، کسی بھی لحاظ سے، لیبر اپیلیٹ ٹریبونل، کارکنوں کو معاوضہ دینے کا حقدار نہیں تھا، کیونکہ ایکٹ کی دفعہ 23 شرائط میں لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کو معاوضے کا حکم منظور کرنے کا حق نہیں دیتی تھی۔ ہم یہاں یہ بیان کر سکتے ہیں کہ اگر اپیل کنندہ پہلے نکتے پر کامیاب ہو جاتا ہے تو دیگر دو نکات کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے۔

پہلے نکتے پر غور کرنے کے لیے ہمیں پہلے ایکٹ کے دفعہ 22 اور 23 کو پڑھنا چاہیے۔

دفعہ 22 "دفعہ 10 کے تحت اپیل دائر کرنے کی اجازت دی گئی تیس دنوں کی مدت کے دوران یا اس ایکٹ کے تحت کسی بھی اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، کوئی آجر۔

(a) اس طرح کی اپیل میں متعلقہ کارکنوں کے تعصب کو تبدیل کرتے ہوئے، اس طرح کی اپیل دائر کرنے سے فوراً پہلے ان پر لاگو سروس کی شرائط، یا

(b) اپیلٹ ٹریبونل کی تحریری طور پر واضح اجازت کے علاوہ، اس طرح کی اپیل میں ملوث کسی بھی کارکن کو خارج کرنا یا سزا دینا، چاہے وہ برخاست ہو یا دوسری صورت میں۔

دفعہ 23: "جہاں کوئی آجر اپیلٹ ٹریبونل کے سامنے کارروائی کے التوا کے دوران دفعہ 22 کی توضیعات کی خلاف ورزی کرتا ہے، اس طرح کی خلاف ورزی سے متاثر کوئی بھی ملازم، مقررہ طریقے سے تحریری طور پر، اس طرح کے اپیلٹ ٹریبونل میں شکایت کر سکتا ہے اور ایسی شکایت موصول ہونے پر، اپیلٹ ٹریبونل شکایت کا فیصلہ اس طرح کرے گا جیسے کہ یہ اس کے سامنے زیر التوا اپیل ہو، اس ایکٹ کی توضیعات کے مطابق اور اس پر اپنا فیصلہ سنائے گا اور اس ایکٹ کی توضیعات اسی کے مطابق لاگو ہوں گی۔

ہمارے سامنے مختصر سوال یہ ہے کہ کیا دفعہ 22 کی شق (b) میں آنے والے لفظ 'اخراج' میں آجر کے ذریعے اپنے کاروبار کو اصلی اور حقیقی طور پر بند کرنے پر تمام کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ شامل ہے۔ یہ سچ ہے کہ لفظ 'خارج کرنا' شق (b) میں کسی حد سے اہل نہیں ہے۔ تاہم، ہمیں اس قانون سازی کو مجموعی طور پر لینا چاہیے اور صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947، (XIV، سال 1947) کی توضیعات کے حوالے سے دفعہ 22 پر غور کرنا چاہیے جو ہمارے زیر غور ایکٹ کے مساوی مواد میں ہے۔ ہمیں حال ہی میں دو معاملات میں صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی عمومی اسکیم اور دائرہ کار پر غور کرنے کا موقع ملا ہے۔ برن اینڈ کمپنی، کلکتہ بنام ان کے ملازمین ([1]) میں اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ تمام لیبر قانون سازیہ کا مقصد سب سے پہلے، کارکنوں کے لیے منصفانہ شرائط کو یقینی بنانا اور دوسرا، آجروں اور ملازمین کے درمیان تنازعات کو روکنا ہے تاکہ پیداوار پر منفی اثر نہ پڑے اور عوام کے بڑے مفادات متاثر نہ ہوں۔ پیپر ایچ شوگر ملز لمیٹڈ بنام پیپر ایچ شوگر ملز مزدور یونین ([2]) میں یہ مشاہدہ کیا گیا تھا- "اوپر بیان کردہ مقاصد کی تکمیل صرف موجودہ اور مردہ صنعت میں نہیں ہو سکتی ہے۔" ہم نے بھارتیہ میٹل اینڈ میٹالرجیکل کارپوریشن بنام انڈسٹریل ٹریبونل ([3]) اور کے ایم پدمنابھ آئیر بنام ریاست مدراس ([4]) میں اظہار خیال کو قبول کیا کہ انڈسٹریل ڈسپیوٹس ایکٹ 1947 کی توضیعات موجودہ صنعت پر لاگو ہوتی ہیں نہ کہ مردہ صنعت پر۔ ہری پرساد شیو شنکر شکلا بنام اے ڈی دیوکار ([5]) میں بھی اسی نظریے کا اعادہ کیا گیا تھا جہاں ہم نے مؤقف اختیار کیا تھا کہ دفعہ 2 اور دفعہ 25F کی شق (oo) میں 'نکالنا' میں کاروبار کو مخلصانہ طور پر بند کرنے پر کارکنوں کی خدمات کا خاتمہ شامل نہیں تھا۔

اب ایکٹ کے دفعہ 22 کی طرف رخ کرتے ہوئے، یہ کافی واضح ہے کہ شق (a) صرف ایک چلتی یا موجودہ صنعت پر لاگو ہوتی ہے؛ جب صنعت خود ہی ختم ہو جاتی ہے، تو کارکنوں کی خدمت کی شرائط کو ان کے تعصب میں تبدیل کرنے کی بات کرنا مناسب ہے، کیونکہ ان کی خدمت خود ہی ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے شق (a) میں مذکور تبدیلی موجودہ یا چل رہی صنعت میں متعلقہ کارکنوں کے تعصب کے پیش نظر خدمت کی شرائط میں تبدیلی ہونی چاہیے۔ اسی طرح سزا سے متعلق شق (b) کا دوسرا حصہ صرف چلتی یا موجودہ صنعت پر لاگو ہو سکتا ہے۔ جب خود صنعت کا وجود ختم ہو جائے تو کسی مزدور کو برخاستگی یا دوسری صورت میں سزا دینے کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ہمارے پاس لفظ 'اخراج' رہ جاتا ہے۔ اگرچہ یہ لفظ نااہل ہے، لیکن ہمارے خیال میں اس کی تشریح صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کی عمومی اسکیم اور دائرہ کار کے مطابق کی جانی چاہیے۔ ہماری توجہ دفعہ 2

کی شقوں میں 'کارکن' کی تعریف کی طرف مبذول کرائی گئی ہے، جس میں کہا گیا ہے-

"۔.............. صنعتی تنازعہ کے سلسلے میں اس ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی کے مقاصد کے لیے، (تعریف) میں کوئی بھی شخص شامل ہے جسے اس تنازعہ کے سلسلے میں یا اس کے نتیجے میں برخاست، فارغ یا نکال دیا گیا ہے، یا جس کی برطرفی، خارج یا نکالنا اس تنازعہ کا باعث بنی ہے۔" مذکورہ تعریف کی شق میں بھی، لفظ 'اخراج' کا مطلب کسی شخص کو چل رہے یا جاری کاروبار میں فارغ کرنا ہے- تمام کارکنوں کو فارغ نہیں کرنا جب کہ صنعت خود کاروبار کی حقیقی بندش پر موجود نہیں رہتی ہے۔

ایکٹ کے دفعہ 22 اور 23 کے حقیقی دائرہ کار اور اثر کی وضاحت دی آٹھو موبائل پروڈکٹس آف بھارت لمیٹڈ بنام رکما جی بالا میں کی گئی تھی۔ وہاں یہ نشاندہی کی گئی تھی کہ دفعہ 22 کا مقصد "ان تنازعات میں متعلقہ کارکنوں کی حفاظت کرنا تھا جو متاثرین کے خلاف زیر التواء کارروائی کا موضوع بنتے ہیں" اور مزید مقصد "اس بات کو یقینی بنانا تھا کہ پہلے سے زیر التواء صنعتی تنازعات کے سلسلے میں کارروائی کو پرامن ماحول میں ختم کیا جائے اور یہ کہ کسی بھی آجر کو ان کارروائیوں کے زیر التواء ہونے کے دوران ایسی کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہیے جو دفعات میں مذکور کسی بھی قسم کی کارروائی کو جنم دے سکتی ہے جس سے نئے تنازعات کے مزید بڑھنے کا امکان ہو۔ آجر اور کارکنوں کے درمیان پہلے سے ہی کشیدہ تعلقات۔" وہ اشیا صرف چلتی یا جاری صنعت میں تکمیل کی صلاحیت رکھتی ہیں، نہ کہ ایک بیکار صنعت میں۔ دفعہ 22 کے ذریعے لگائی گئی پابندی کو ہٹانے کی اجازت کے لیے دعا کرنے کا شاید ہی کوئی موقع ہو، جب آجر کو اپنا کاروبار بند کرنے کا حق حاصل ہو اور وہ نیک نیتی سے ایسا کرتا ہو، جس کے نتیجے میں صنعت کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی حقیقی بندش نہیں ہے بلکہ محض بندش کا بہانہ ہے یا یہ بدنیتی پر مبنی ہے، تو قانون کی نظر میں کوئی بندش نہیں ہے اور مزدور صنعتی تنازعہ اٹھا سکتے ہیں اور قانون کی دفعہ 23 کے تحت شکایت بھی کر سکتے ہیں۔

ان وجوہات کی بناء پر، ہمیں اپیل کنندہ کی جانب سے ہمارے سامنے رکھے گئے پہلے نکتے کو برقرار رکھنا چاہیے۔ اپیلٹ ٹریبونل نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 22 کی شق (b) کی خلاف ورزی کی ہے۔ اپیلٹ ٹریبونل نے یہ نہیں پایا کہ اپیل کنندہ کے کاروبار کو بند کرنا مخلصانہ نہیں تھا؛ اس کے برعکس، معاوضہ دینے میں، اس نے اس بنیاد پر پیش قدمی کی کہ اپیل کنندہ کو اس کی طرف سے بیان کردہ وجوہات کی بنا پر اپنا کاروبار بند کرنا جائز تھا۔ جہاں تک 15 جون

1952 کے قرارداد کا تعلق ہے، مزدوروں نے خود اس کی پابندی نہیں کی اور اپیل کنندہ کے حق کو اس بنیاد پر شکست نہیں دی جا سکتی۔

پہلے نکتے پر ہمارے فیصلے کے پیش نظر باقی دو نکات کا فیصلہ کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے۔ قانون کی دفعہ 22 کی تعمیر کے نقطہ پر، ہم جے کے ہوزری فیکٹری بمقابلہ لیبر اپیلٹ ٹریبونل آف انڈیا (اوپر) میں الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کی منظوری دیتے ہیں لیکن ہم اس میں طے شدہ دیگر نکات پر کوئی رائے ظاہر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔اور یہ نہیں سمجھا جانا چاہئے کہ ہم نے آٹو موبائل پروڈکٹس آف انڈیا لمیٹڈ (اوپر) کے معاملے میں ہمارے ذریعہ ظاہر کردہ رائے کے برعکس اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت، مناسب معاملے میں معاوضہ دینا صنعتی ٹریبونل کے لئے کھلا نہیں ہے۔

نتیجے میں، اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور 30 اکتوبر 1952 کے لیبر اپیلیٹ ٹریبونل کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔چونکہ مزدور ہمارے سامنے پیش نہیں ہوئے، اس لیے اخراجات کا کوئی حکم نہیں ہو گا۔ہم مسٹر سوکمار گھوش کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کارکنوں کا معاملہ بطور عدالتی معاون ہمارے سامنے پیش کیا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔